ماہنامہ بہاول نگر

سرائے اُردو

اپریل 2022ء

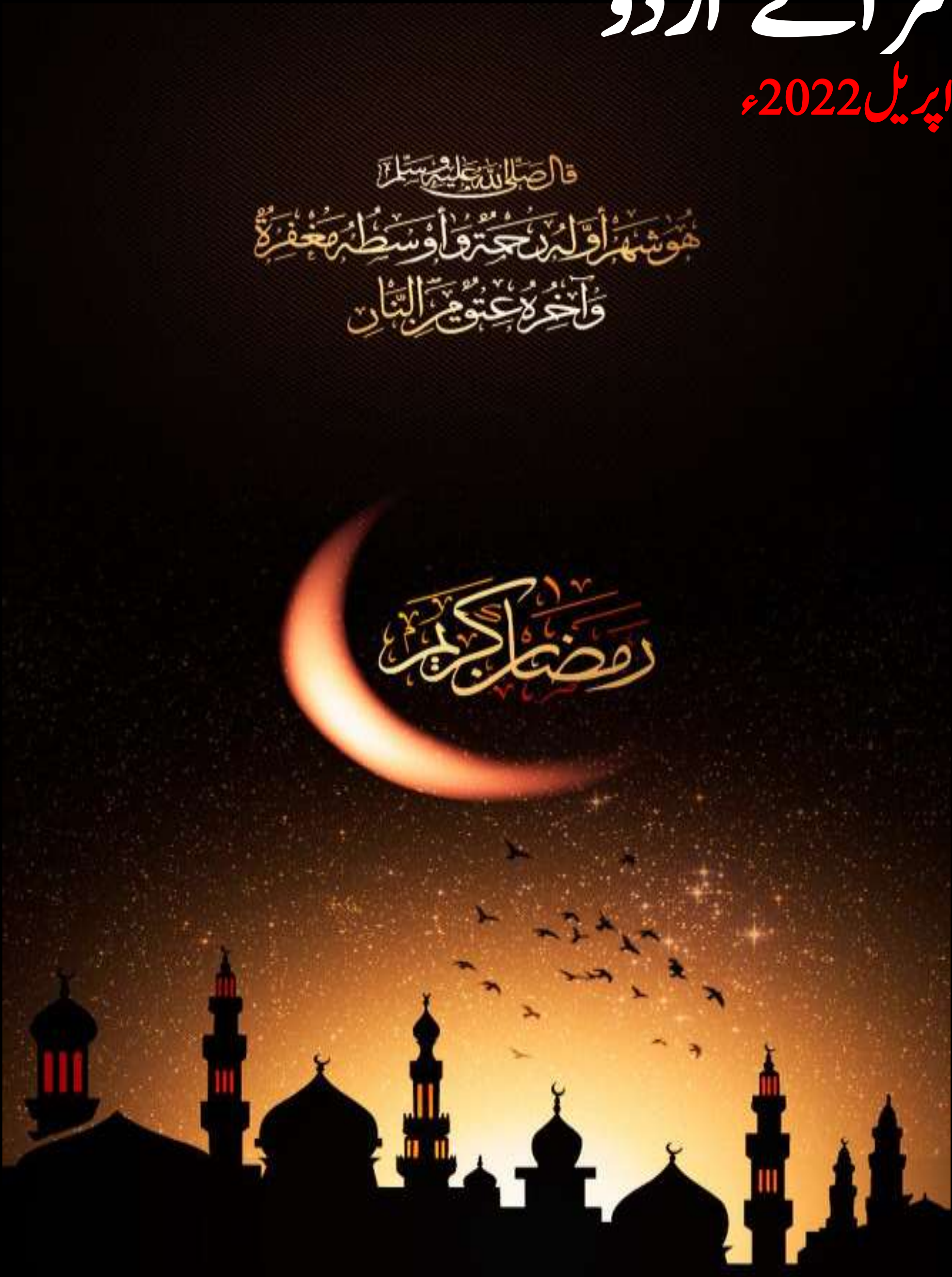

فہرست

حمدِ باری تعالیٰ 3
مرحبا صد مرحبا پھر آمدِ رَمضان ہے 4
رمضان المبارک کا استقبال کیسے کریں؟ 5
ثواب 9
دِلِ مومن 11
انوکھا احتجاج 12
محبت اور فاصلے 14
تعلق 15
سخاوت 16
انٹرویو 17
اپریل فول 23
رمضان المبارک: تربیت کا مہینہ 24
اچھی تربیت 29
وہ رب باطن دیکھتا ہے 31
تدبیر 32
غریبوں کا رمضان 34
ماہِ رمضان 39

اداریہ

السّلامُ علیکُم ورحمۃُ اللہِ وبرکاتہُ

قارئین! آپ کے سامنے سرائے اُردو کا تازہ شمارہ آچکا ہے۔اس شمارے میں شامل تحریریں کیسی ہیں اس حوالے سے آپ کی رائے کے منتظر رہیں گے۔ہماری خواہش ہے کہ اگلا شمارہ خاص موضوع پر شائع کیا جائے اس حوالے سے اپنی بھرپور رائے دیجئے تاکہ اس حوالے سے حتمی فیصلہ کیا جا سکے۔اس شمارے کی بہتری کے لئے یونہی قلمی تعاون جاری رکھیں اگر ممکن ہو سکے تو اس شمارے کو کتابی صورت میں لانے کے لئے اشتہارات کی صورت میں تعاون بھی کیجئے تاکہ ہم اس کو کتابی شکل میں لا سکیں تاکہ یہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کیا جاسکے۔آپ کی مثبت آرا کا منتظر رہوں گا۔

منتظمِ اعلیٰ: ذوالفقار علی بخاری

السّلامُ علیکُم ورحمۃُ اللہِ وبرکاتہُ

قارئین! امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ رمضان المبارک کے بابرکت ماہ کی آمد آمد ہے۔ اللہ پاک ہمیں اس بابرکت مہینے کی رحمت خاص عطا کرے اور ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔اس ماہ کا رسالہ خصوصی طور پر "رمضان المبارک حوالے سے ہے۔ امید ہے یہ شمارہ بھی پہلے شماروں کی طرح آپ کو پسند آئے گا۔ آپ کی قیمتی رائے کے منتظر رہیں گے۔ خوش و آباد رہیں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ اور اس ماہ کی برکتوں سے بھرپور طور پر مستفید ہوں۔اپنے ساتھ ساتھ آس پاس کے لوگوں کا بھی خیال کریں۔اللہ سب کے لیے آسانیاں کرے اور ہمیں آسانیاں تقسیم کرنے کا شرف عطا کرے، آمین۔

مدیر: بہرام علی وٹو

منتظمِ اعلیٰ:	ذوالفقار علی بخاری
مدیر:	بہرام علی وٹو
معاون مدیرہ:	فاکہہ قمر
ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ:	محمد طیب صدیق

حمدِ باری تعالیٰ

ارسلان اللہ خان

میرا اللہ کتنا پیارا ہے
جس نے سارا جہاں سنوارا ہے
اس کی نعمت کا کچھ جواب نہیں
اس کی رحمت کا کچھ حساب نہیں
شان اس کی بہت ہی اعلیٰ ہے
ہر جگہ اس کا بول بالا ہے
اس نے انسان کو بنایا ہے
اور جینا اسے سکھایا ہے
وہ کھلاتا ہے، وہ پلاتا ہے
وہ ہی مالک ہے، وہ ہی داتا ہے
ساری دنیا پہ ہے اسی کا راج
ساری مخلوق اس کی ہے محتاج
آگ، مٹی، ہوا یا پانی ہے
ہر جگہ اس کی حکمرانی ہے
چاند، سورج، زمین، سیارے
میرے رب نے بنائے ہیں سارے
وہ مصیبت میں کام آتا ہے
سب کی بگڑی وہی بناتا ہے
فرش بھی اس نے ہی بچھایا ہے
عرش بھی اس نے ہی سجایا ہے
آسماں سے برستا یہ پانی
میرے مالک کی ہے مہربانی
رات کو دن وہی بناتا ہے
مشکلوں کو وہی مٹاتا ہے
ہے دعا ارسلان کی یارب
خوش رہیں لوگ اس جہاں میں سب

☆☆☆☆☆☆☆

مرحبا صد مرحبا پھر آمدِ رمضان ہے

مرحبا صد مرحبا پھر آمدِ رمضان ہے
کھل اٹھے مرجھائے دل تازہ ہوا ایمان ہے
ہم گناہگاروں پہ یہ اتنا بڑا احسان ہے
یا خدا تو نے عطا پھر کر دیا رمضان ہے
تجھ پہ صدقے جاؤں رمضان تو عظیم الشان ہے
کہ خدا نے تجھ میں ہی نازل کیا قرآن ہے
اَبرِ رحمت چھا گیا ہے اور سماں ہے نور نور
فضلِ رب سے مغفرت کا ہو گیا سامان ہے
ہر گھڑی رحمت بھری ہے ہر طرف ہیں برکتیں
ماہِ رمضاں رحمتوں اور برکتوں کی کان ہے
آ گیا رمضاں عبادت پر کمر اب باندھ لو
فیض لے لو جلد کہ دن تیس کا مہمان ہے
عاصیوں کی مغفرت کا لے کر آیا ہے پیام
جھوم جاؤ مجرمو! رمَضاں مہِ غفران ہے

بھائیو کر لو گناہوں سے سبھی توبہ کہ اب
پڑ گئے دوزخ پہ تالے قید میں شَیطان ہے
خوش دلی سے سنّتیں اپنائے جاؤ بھائیو
خلد کے در کھل گئے ہیں داخلہ آسان ہے
مسجدیں آباد ہیں زور گنہ کم ہو گیا
ماہِ رمضان المبارک کا یہ سب فیضان ہے
روزہ دارو جھوم جاؤ کیونکہ دیدارِ خدا
خلد میں ہو گا تمہیں یہ وعدہ رحمٰن ہے
دو جہاں کی نعمتیں ملتی ہیں روزہ دار کو
جو نہیں رکھتا ہے روزہ وہ بڑا نادان ہے
یا الٰہی تو مدینے میں کبھی رمضاں دکھا
مدتوں سے دل میں یہ عطار کے ارمان ہے

☆☆☆☆☆

مرحبا صد مرحبا پھر آمدِ رمضان ہے

رمضان المبارک کا استقبال کیسے کریں؟

خبیب سعید

رمضان المبارک کا عظیم الشان مہینہ آنے والا ہے۔ جس کا انتظار مسلمانوں کو شدت سے رہتا ہے اوراس کی تیاری شعبان المعظم کے مہینے سے شروع ہو جاتی ہے۔یہ مہینہ رحمت،برکت اور مغفرت والا مہینہ ہے، نیکی اور ثواب کمانے والا مہینہ ہے، بخشش اور جہنم سے خلاصی کا مہینہ ہے،اسی مہینہ میں بندے کو اپنے رب سے قربت کا عظیم موقع ہاتھ آتا ہے۔اس مہینے میں رضائے الٰہی اور جنت کی بشارت حاصل کرنے کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔ذرا تصور کیجئے جب آپ کے گھر کسی اہم مہمان کی آمد ہوتی ہے تو ہم اورآپ کیا کرتے ہیں ؟ہم بہت ساری تیاریاں کرتے ہیں۔گھر کی صاف صفائی کرتے ہیں، گھر کے آنگن کو خوب سجاتے ہیں، خود بھی زینت اختیار کرتے ہیں اور بال بچوں کو بھی اچھے کپڑے پہنواتے ہیں، پورے گھر میں خوشی کا ماحول ہوتا ہے،بچے خوشی سے اچھل کود کرتے ہیں۔ مہمان کی خاطر تواضع کیلئے ان گنت پر تکلف سامان تیار کئے جاتے ہیں۔جب ایک مہمان کے لیے اس قدر تیاری تو اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا مہمان رمضان کا مہینہ ہو تو اس کی تیاری کس قدر ہونی چاہیے۔نبی کریم ﷺ نے شعبان کے اخیر میں اس مہینہ کی عظمت اور شان وشوکت کو اس لیے بیان فرمایا تاکہ لوگوں کو اس کی قدر ومنزلت کا علم ہوسکے اوروہ رمضان کے اعمال کو کما حقہ ادا کرسکیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:" اے لوگو !تم پر ایک ایسا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے جو بہت ہی عظمت اور برکت والا ہے اوراس میں ایک ایسی رات ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر

ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کے دنوں میں روزوں کو فرض قراردیا اور راتوں میں تراویح کو سنت قراردیا"۔ نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ کو گنہگار بندوں کے لیے ایک آفر والا مہینہ بتایا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:" اس مہینہ میں ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ملتا ہے، اور کسی بھی نفل کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے"۔ رمضان المبارک کا مہینہ دراصل تربیت کا مہینہ ہے، جس میں بھوکا رہنے، اور دوسروں کی بھوک اور تکلیف کو سمجھنے کی تربیت ہوتی ہے۔ سخت سے سخت حالات کا سامنا کرنے کی تربیت ہوتی ہے۔ اللہ کی عبادت، اللہ کا ذکر، اور اللہ کا دھیان حاصل کرنے کی مشق کی جاتی ہے۔اس کے روزے اور تراویح اس تربیتی مہینہ کا نصاب ہیں،اسی کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:"اے لوگو! تم پر رمضان کے روزے فرض کیے گئے ہیں، جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔"

یعنی کہ روزہ کا مقصد نفس کی تربیت ہے کہ آدمی کے اندر ضبط کی صلاحیت پیدا ہو، تقویٰ ہو، اور وہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچا سکے۔ اس کورس پر اگر کوئی عمل کرلیتا ہے تو بقیہ گیارہ مہینوں میں اس کے لیے عبادت کرنا اور گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

نبی ﷺ نے رمضان المبارک کے تینوں عشروں کی الگ الگ خصوصیات بیان کی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:" اس مہینہ کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، یعنی اس میں اللہ کی رحمت خوب خوب نازل ہوتی ہے، دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس عشرے میں اپنے گنہگار بندوں کی بخشش فرماتے ہیں۔ تیسرا عشرہ جہنم سے خلاصی کا ہے، یعنی اس میں اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں"۔

اللہ کی رحمت، اس کی مغفرت اور جہنم سے نجات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ:

ہم سب سے پہلے اپنے دل کو صاف کر لیں، اللہ کے حضور میں توبہ کر لیں، دل میں موجود بغض و عناد کو ختم کریں، حسد اور جلن کو دل سے نکال دیں۔ ہم روزہ اور تراویح کا پورا پورا حق ادا کریں۔ روزہ خوش دلی سے رکھیں، پیاس و بھوک کی شدت کو خوشی بخوشی برداشت کریں۔ رات کی تراویح کو بھی خوش دلی سے ادا کریں۔ تو ان شاء اللہ! اللہ کی طرف سے رحمت و مغفرت کے مستحق ہوں گے اور جہنم سے نجات بھی ملے گی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”یہ صبر اور غم خواری کا مہینہ ہے کہ اپنے اوپر آنے والی مشقتوں کو برداشت کرنا اور دوسرے غریب و محتاج بھائیوں کی غم خواری کرنا چاہیے تاکہ ان پر آنے والی مشقت ہلکی ہو جائے“۔

قرآن کریم کو رمضان سے خاص مناسبت ہے کہ اسی مہینہ میں قرآن کریم نازل ہوا، خود نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے مہینے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت کا معمول بنالیں، ہم اگر روزانہ صرف ایک سپارہ ہی پڑھیں تو رمضان میں ایک قرآن مکمل ہو جائے گا۔

نوافل اور خاص طور پر تہجد کا اہتمام کریں۔ کم سے کم دو رکعت تو ضرور پڑھیں۔ اپنے وقت اور استطاعت کے مطابق بارہ رکعات تک پڑھ سکتے ہیں، اس کے بعد بھی نفل پڑھ سکتے ہیں، جو عام نفل ہوں گے۔ تسبیحات اور ذکر و اذکار بھی کریں کہ ذکر سے دل کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے اور دل اس قابل بن جاتا ہے کہ اللہ کی طرف سے عنایت کی گئی رحمت کو قبول کر سکے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی روزی کو بڑھا دیتے ہیں، اس لیے اس میں صدقہ و خیرات بھی خوب خوب کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ اس مہینے میں تیز ہواؤں سے زیادہ مال خرچ کیا کرتے تھے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر طرح کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچیں، شراب نوشی، نشہ خوری، سٹہ بازی، بد نظری، زناکاری، فتنہ پروری، دھوکہ دہی، جھوٹ، غیبت، چغلخوری، جھگڑا، گالی گلوچ، مارپیٹ وغیرہ سے مکمل طور پر پرہیز کریں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”روزہ کی حالت میں اگر کوئی آپ سے جھگڑا کرے تو آپ یوں کہہ دیں کہ بھائی میں روزے سے ہوں۔ اس لیے مجھے تم سے جھگڑا نہیں کرنا ہے۔“ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:” بہت سارے روزے دار ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں بھوک کے سوا کچھ نہیں ملتا، یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو روزے کا حق ادا نہیں کرتے ہیں، اور روزے کی حالت میں سارے گناہ کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے صرف بھوک پیاس کے علاوہ انھیں کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ گویا ان لوگوں نے روزے رکھے، لیکن روزے کے ثواب سے محروم رہے۔“ رمضان کی تیاری میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ہم اپنے آپ کو دنیاوی جھمیلوں سے فارغ کر لیں۔ اہم کاموں کو پہلے انجام دے ڈالیں، بیچ رمضان میں کوئی اہم کام آجائے تو اس کو عید تک ٹال دیں، کام کاج کے وقت میں کمی کر لیں، ضروری اشیاء کی خریداری رمضان سے پہلے ہی کر لیں، حتیٰ کہ کپڑے وغیرہ بھی پہلے ہی خرید لیں۔ پورا رمضان صرف اور صرف اللہ کے لیے رکھ لیں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ان شاءاللہ کما حقہ رمضان کے مہینے سے استفادہ کر سکیں گے اور یہی مضان کا صحیح استقبال ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ثواب

دانیال حسن چغتائی

"امی جان! چاند تو نظر آگیا ہے اور کل پہلا روزہ ہے، کتنے بجے کا الارم لگاؤں سحری میں اٹھنے کے لئے ؟" حسان نے پوچھا۔

"بیٹا میں لگالوں گی الارم، آپ نے کون سا روزہ رکھنا ہے جو الارم لگانے کی ضرورت پیش آگئی!" امی جان نے ہنس کر کہا۔

"میں روزہ ضرور رکھوں گا، اگر آپ نہیں مانیں گی تو میں داداجان سے کہوں گا۔ ان کے کہنے پر تو آپ کو روزہ رکھوانا ہی پڑے گا مجھے۔" حسان نے دھمکی دی تو امی جان بے اختیار ہنس پڑیں۔ حسان پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا، وہ بلا کا ذہین تھا مگر ساتھ ہی ضدی بھی تھا، اپنی بات منوانے کا عادی تھا اور اکلوتا ہونے کی وجہ سے سب اس کی بات مانتے تھے خصوصاً داداجان تو اس پر جان چھڑکتے تھے۔ وہ منہ سے بات بعد میں نکالتا تھا اور وہ پہلے اسے پورا کرنے کے لئے تیار ہوتے تھے۔ اس وجہ سے وہ کچھ زیادہ ہی بگڑ گیا تھا۔ رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوتے ہی اس نے روزہ رکھنے کی ضد شروع کر دی تھی۔ " داداجان! آپ کل روزہ رکھیں گے؟" داداجان جیسے ہی تراویح کی ادائیگی کے بعد گھر داخل ہوئے، حسان بھاگ کر ان کے پاس جا کر پوچھنے لگا۔ "حسان بیٹا! داداجان کو پانی تو پینے دو۔" امی نے داداجان کے ہاتھ سے تسبیح اور ٹوپی پکڑتے ہوئے کہا۔ " ہاں بیٹا! ان شاء اللہ ضرور رکھوں گا، میں کیا گھر کے سب بڑے روزہ رکھیں گے"۔ داداجان نے جواب دیا۔ " بالکل ٹھیک کہا آپ نے، سب روزہ رکھیں گے، لیکن امی جان نے مجھے روزہ رکھنے سے منع کر دیا ہے۔"

حسان نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"تمہاری امی ٹھیک کہہ رہی ہیں بیٹا، ابھی تم چھوٹے ہو جب بڑے ہو جاؤ گے تب روزہ رکھنا۔" دادا جان نے امی کے ہاتھ سے پانی کا گلاس پکڑتے ہوئے کہا۔

"داداجان آپ تو ہمیشہ میری بات مانتے ہیں، آج امی کی بات کیوں مان رہے ہیں؟" حسان نے شکوہ کیا۔ آپ کو پتہ ہے روزہ کیسے رکھا جاتا ہے؟ داداجان نے پوچھا۔

" جی ہاں مجھے پتہ ہے روزہ میں کھانا نہیں کھاتے اور پانی بھی نہیں پیتے۔""" حسان نے جلدی سے جواب دیا۔ " شاباش! آپ کو تو پتا ہے روزے کے بارے میں لیکن بیٹا، امی جان آپ کو اس لئے روزہ نہیں رکھنے دے رہی ہیں کیونکہ گرمی زیادہ ہے اور " آپ کو دن بھر کھیلنے کی وجہ سے پیاس لگ سکتی ہے، دن کافی لمبا ہوتا ہے، بھوک بھی لگ سکتی ہے، روزہ کی حالت میں تو کچھ کھا بھی نہیں سکتے تو کیا کریں گے، اگر بھوک پیاس لگی تو؟" داداجان نے پوچھا۔" اگر آپ کو بھوک پیاس نہیں لگتی تو مجھے کیوں لگے گی؟" حسان نے جواب میں سوال کیا۔" وہ اس لئے کہ ہم سب بڑے ہیں اور بڑے بھوک پیاس برداشت کرسکتے ہیں۔" داداجان نے جواب دیا۔ و پھر مجھے روزے کا ثواب کیسے ملے گا؟" حسان نے افسردگی سے کہا۔" ہاں یہ ہے پوچھنے والا سوال، تو بیٹا آپ کو بھی ثواب ملے گا، آپ کو امتحانات کے بعد سکول کی چھٹیاں ہیں، امی کا ہاتھ بٹا کر اور گھر کے دوسرے کاموں میں روزے دار کی مدد کرنے سے بھی چھوٹے بچوں کو روزے جتنا ثواب ملتا ہے۔" داداجان نے کہا۔

"کیا واقعی ایسا ہے؟" حسان نے خوش ہو کر پوچھا۔ " بالکل! اور بڑے کے روزے سے بھی حصہ ملتا

ہے بچوں کو، ہمارے روزے کا تھوڑا تھوڑا حصہ ملے گا آپ کو اور آپ کا روزہ پورا ہو جائے گا۔" دادا جان نے حسان کو پیار کرتے ہوئے کہا۔" پھر ٹھیک ہے میں روزہ رکھنے کی ضد نہیں کروں گا دادا جان۔ آپ میری بات مانتے ہیں تو پھر میں بھی آپ کی بات مان لیتا ہوں۔" حسان نے کہا تو امی اور دادا جان مسکرا دیئے۔

☆☆☆☆☆

دلِ مومن

وقاص ادبی۔ٹنڈوآدم

مومن کا دل پاک ہے مومن حیادار ہوتا ہے مومن کا دل واحد ہے صفحہ ہستی میں جس کے سامنے کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ نظر آتا ہے لوگوں کی تلاش پھر بھی جاری ہے اے لوگوں کیا دریافت کرتے ہو پھر سائنس میں، پتھروں و کتابوں میں آخر؟؟؟ مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انھیں اس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔" یہ دنیا مومن کے لئے سرائے خانہ ہے" کیا بھلا سرائے خانے میں بھی کوئی ہمیشہ رہ سکتا ہے؟ سرائے خانوں میں تو بس مجبوراًرہنا پڑتا ہے، خواہشات پر جبر کرنا ہوتا ہے، ہر ہر قدم پر صبر ہوتا ہے، بے چینی ہوتی ہے، من مانیاں نہیں ہوتیں، آزادی نہیں ہوتی، آسانی نہیں ہوتی،"بس آزادی کی امید ہوتی ہے"۔ کہ ایک دن آنا ہے جب اذیتوں اور پابندیوں کا یہ دور ختم ہوگا اور ہمیشہ کے لئے فکر و عمل کی آزادی ملے گی، جب دل و روح کے سارے زخم بھر جائیں گے، ساری تھکن راحت میں بدل جائے گی..۔"زندگی میں گر سکون چاہتے ہو تو عبادتِ خدا دل سے کرو" اور پھر وہ دن جب یہ روح آسمان کی بلندیوں میں آزادی سے اڑے گی، اپنے رب کو سلام کرے گی، سبز پرندوں کی صورت میں جنت میں گھومے پھرے گی۔

ان شاءاللہ۔

انوکھا احتجاج

ذوالفقار علی بخاری

"بابا"۔۔"بابا جی"۔۔۔!نو سالہ سارہ نے اپنے ابو کو پکارا۔"جی بیٹا"۔۔۔شاہ نواز صاحب نے سارہ کی پکار پر کہا۔"ابو جی۔ٹیلی ویژن پر خبریں چل رہی ہیں کہ پھر سے مہنگائی ہو رہی ہے"۔سارہ نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔"سارہ۔۔!پہلے کون سی نہیں ہوتی تھی؟"۔گیارہ سالہ شاہ زیب نے ہنستے ہوئے اس کو جواب دیا۔"ارے ہوا کیا ہے؟"۔شاہ نواز صاحب نے سارہ سے پوچھا۔"آپ سب افطاری کرنے کے لئے آجائیں"۔سارہ کی امی نے آواز دیتے ہوئے کہا۔سب اٹھ کر کھانے کی میز کی طرف چل دیئے۔ابھی افطاری ہونے میں دس منٹ باقی تھے۔

"بابا"۔۔!"ہر سال رمضان میں مہنگائی ہوتی ہے،ہم اس سلسلے میں کچھ کیوں نہیں کرتے ہیں؟"۔ سارہ نے روتے ہوئے کہا۔"ارے ہم کیا کر سکتے ہیں،ہم تو چھوٹے بچے ہیں نا؟"۔ شاہ زیب نے پھر سے مسکراتے ہوئے کہا۔"سارہ بیٹا۔۔آپ بتاؤ آپ کیا چاہتی ہو۔ہم وہی کرنے کی کوشش کریں گے؟"۔شاہ نواز صاحب نے پیار سے سارہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ ہنس دی۔"بابا"۔۔!"ہر سال ہم دونوں آپ سے فرمائش کرتے ہیں کہ آپ مزیدار پھل لے کر آئیں مگر اس بار ہم احتجاجی طور پر یہ کام نہیں کریں گے"۔سارہ نے معصومیت سے ایک بڑی بات کہہ دی تو شاہ نواز صاحب سوچ میں پڑ گئے۔"ابو جی!واقعی!ہم اس بار کچھ نہیں لیں گے،ہمارے دین میں

ناجائز منافع خوری کا حکم نہیں ہے۔اب جو ایسا کرے گا تو ہم اسے یہی سزادیں گے کہ مہنگے پھل نہیں خریدیں گے"۔شاہ زیب کہاں پیچھے رہنے والا تھااس نے بھی اپنی بات کہہ دی۔

شاہ نواز صاحب نے حامی بھر لی کہ اب ایسا ہی کرنا ہے۔پھر سب نے افطاری کے وقت کی دعائیں پڑھنا شروع کر دیں۔شاہ نواز صاحب نے کبھی دفتر میں رشوت نہیں لی تھی۔اب گھر میں چوں کہ حلال کمائی آرہی تھی توبچوں کی تربیت بھی اچھی ہورہی تھی۔

سارہ اور شاہ زیب نے خود تو احتجاجی طور پر پھلوں سے دوری اختیار کرلی تھی مگر انہوں نے اپنے اسکول اور پھر محلے میں تمام بچوں کو بھی اس پر راضی کرلیا تھا۔ان سب کے بھرپور طور پر احتجاج کرنے کا نتیجہ محض پانچ دن بعد ہی سامنے آچکا تھا۔شہر بھر میں سستے پھل اور سبزیاں ملنے شروع ہو گئے تھے۔ان کی قیمت ایک چوتھائی کے قریب ہوچکی تھی اور اب تو ان سے وہ بھی مستفید ہورہے تھے جوپہلے خریدنے کی بھی سکت نہیں رکھتے تھے۔

عین عید کے دن جب سب عید کی خوشیاں منارہے تھے، ٹیلی ویژن پر ایک خبر چل رہی تھی کہ "بچوں کے احتجاج نے شہر بھر میں مہنگائی کازور توڑ دیا ہے"۔

سارہ اور شاہ زیب بہت خوش تھے کہ ان کی چھوٹی سی کوشش رنگ لے آئی ہے۔انہوں نے اپنانام کہیں پر بھی نہیں آنے دیا تھا تاکہ ان کی "نیکی" رائیگاں نہ جائے۔

یہ نظم آن لائن رسالے ماہ نامہ سرائے اردو کے مدیر اور قلم کار بہرام علی وٹو کے لئے ہے جو اپنی شناخت بنانے میں کوشاں ہیں۔اس حوصلہ افزائی پر جناب حسنین عاقب کے ہمیشہ مشکور رہیں گے۔

محبت اور فاصلے

خان حسنین عاقب انڈیا

سنا ہے فاصلے ہوں تو محبت روٹھ جاتی ہے
مگر یہ بھی تو سچ ہے کہ
محبت فاصلوں کو کب بھلا خاطر میں لاتی ہے
محبت میں تکلف آنے جانے کا نہیں ہوتا
محبت میں کوئی بھی ڈر زمانے کا نہیں ہوتا
محبت ایسا پودا ہے کہ جو خاروں میں پلتا ہے
مگر خاروں کا دل بھی اس محبت سے دہلتا ہے
محبت آزمائش کی سرنگوں سے گزرتی ہے
اگر ہو آزمائش تو محبت بھی نکھرتی ہے
مگر کچھ فاصلے ایسے بھی ہوتے ہیں
کہ جیسے ریل کی دو پٹریاں ہیں
ہمیں دو ہاتھ اور ان کی انگلیاں ہیں
کہ جیسے چہرے پر ہیں دو دو آنکھیں
کہ یہ سب ساتھ چلتے ہیں
مگر ہے فاصلہ ان میں
الگ بھی ہیں مگر گہرا سا ہے اک رابطہ ان میں
سنو پھر جو مصیبت اب کے ہے درپیش ہم کو
تو پھر ہم آزمائش ہی سمجھتے ہیں ستم کو
ضروری ہیں اگر یہ فاصلے تو یوں سہی عاقب
زمانے کی خوشی ہی میں ہے اپنی بھی خوشی عاقب
اگر یوں ہے تو پھر ان فاصلوں کی حیثیت کیا ہے
محبت ہے درخشاں تو پھر ان کی اہمیت کیا ہے

تعلق

محمد فہد خان

کچھ مان کچھ قصے بہت ہی عجیب ہوتے ہیں۔ ایک الگ داستاں رکھتے ہیں۔ وہ جو ان کہے جذبوں کی ڈور سے بندھے کسی ان کہی بات میں لپٹے ہوں وہ سب جو وعدوں کی قید سے کہیں پرے کسی اپنے کی آغوش میں ہو وہ سب بہت الگ اور خاص ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی چیزیں کتنی مشکل ہی کیوں نہ ہوں اگر وہ عزیز ہیں تو آپ حقیقت سامنے رکھتے ہیں بجائے اس کے جھوٹ کتنا ہی خوشنما کیوں نہ ہو آپ اپنا تعلق بچاتے ہیں۔ مختصر ہونے کا ڈر بھی اور بچھڑ جانے کا ملال بھی کہیں خود میں دبائے آپ کو اس چیز سے باز نہیں رکھتا کہ آپ دوسرے کو اندھیرے میں رکھیں۔

دیکھا جائے تو ایک محبت جس کے ملتے سب محبتیں پھیکی پڑ جاتی ہیں وہ جو آپ کو باقی سب سے بے نیاز کر دے ایک ایسی محبت کا قیام بھی آپ کی زندگی میں ہوتا ہے جس کے بعد آپ تاحیات اسی کی نماز پڑھتے ہیں اور یہ آنسو کے وضو سے پاک ہونے کے بعد ملتی ہے۔ جس میں قسمت سے کہیں زیادہ عطا کا اثر ہوتا ہے۔ جیسے کسی دعا کا اثر ہوتا ہے اور اس میں آپ اس مقام پر ہوتے ہیں جب آپ کو چن لیا جاتا ہے اور آپ کا دل الحمد اللہ کی تسبیح سے منور ہو جاتا ہے۔

تب سب بدل جاتا ہے۔ سب مشکلیں، دکھ، غم۔ سب کہیں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ باقی رہ جاتا ہے صرف آپ اور آپ کے ساتھ آپ کا رب کا تعلق۔

سخاوت

محمد طیب صدیقی۔ جہلم

چوہدری جی ست ست مبارکاں!...

چوہدری اللہ وسایا اپنی حویلی میں بیٹھا حقہ پی رہا تھا کہ ایک آدمی مٹھائی کا ڈبہ اٹھائے اندر داخل ہوا اور خوشی سے چلا رہا تھا۔ چوہدری صاااب جشن مناؤ جشن۔۔۔۔!

چوہدری۔ او کس گل دا جشن؟ (کس بات کا جشن؟)

او جی تہاڈا پتر مقدمہ جِت گیا۔ (آپ کا بیٹا مقدمہ جیت گیا ہے)

چوہدری اللہ وسایا مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے بولا۔

"او جتنا نئی سی؟ جج نوں پنج لکھ روپیا جو دتا سی۔" (کیسے نہ جیتتا جج کو پانچ لاکھ روپے جو دیئے تھے)

چنگا کیتا جے تساں مقدمہ کر دتا نئی تے تہاڈے بھرا دی ساری زمین اس دی بیوہ تے پتر لے جاندے۔

(اچھا کیا کہ مقدمہ کر دیا ورنہ آپ کے مرحوم بھائی کی ساری جائیداد اس کی بیوہ اور بیٹوں کے نام ہو جاتی)

او آہو چل اج کر کل رمضان شروع ہو جائے گا، تے کل دی افطاری میری طرفوں سارے محلے اچ دتی جائے گی۔ (ہاں کل کی رمضان شروع ہو جائے گا تو اسی خوشی میں سارے محلے میں میری طرف سے افطاری کروائی جائے گی) جی اچھا چوہدری جی۔۔۔۔!

او تے گل سُن۔۔۔۔!"اک کلو کھجور تے تھوڑا جیا فروٹ میرے بھرا دی بیوہ نوں وی دے آویں"

(بات سنو ایک کلو کھجور اور کچھ پھل میرے بھائی کی بیوہ کو بھی دے آنا)

"ہور تے کوئی نیکی پلے نئی چلو افطاری ہی کرا دیئے ایہہ ای کم آ جائے گی۔"

(اور تو کوئی نیکی نہیں کی, افطاری کروانے کا ثواب ہی کچھ کام آجائے گا) یہ کہتے ہوئے چوہدری اللہ وسایا اٹھ کے حویلی کے اندر بنے گھر چلا گیا مقدمے کی جیت کی خوشخبری سنانے اور اپنی سخاوت کا سب کو بتانے کیلئے۔

انٹرویو

مہمان شخصیت:جناب ذوالفقار علی بخاری صاحب نامور ادیب و کالم نگار

میزبان: عرفان حیدر

ادبی دنیا میں لکھنے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے، کمی ہے تو ٹیم ورک کی ہے۔ میدان ادب میں سب اپنی کامیابیوں کے لیے لکھ رہے ہیں۔ بہت کم لوگ دوسروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، ان کی راہنمائی کرتے ہیں اور انھیں متحرک رکھتے ہیں۔ ٹیم ورک نہ ہونے کی وجہ سے کئی نو آموز قلم کار ہمت ہار جاتے ہیں اور اس شعبے کو خیر آباد کہہ دیتے ہیں۔

"ذوالفقار علی بخاری" ادب کا ایک نمایاں نام ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ ادبی دنیا کے ٹیم ورک کا بھی ایک نمایاں نام ہیں۔ کالم نویسی میں بھی اپنی پہچان بنا چکے ہیں۔ بچوں کے لئے خوبصورت انداز میں مختصر معاشرتی کہانیاں لکھنے میں ماہر ہیں۔ حال ہی میں انھوں نے ادب اطفال میں تشہیر کہانی کا آئیڈیا بھی متعارف کروایا ہے۔

ذوالفقار صاحب اکیلے کامیاب ہونے کے بجائے اپنے ساتھ کئی لوگوں کو کامیابی کے سفر پر گامزن کرنا چاہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ قلمکاروں کی اس قدر بہترین انداز میں حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ نو آموز قلم کاروں کے تحریری انٹرویو کا سلسلہ بھی آپ نے ہی شروع کیا تھا جس کا مقصد ان میں خود اعتمادی پیدا کرنا تھا۔ وہ ایک اچھے ٹیم ورکر اور لیڈر رہیں۔ ٹیم بنانا اور ٹیم ورک سے وہ بخوبی واقف ہیں۔ ایک دفعہ کال پر انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ جتنا وقت وہ دوسرے قلم کاروں کی حوصلہ افزائی اور راہنمائی کے لیے صرف کرتے ہیں اس میں بہت کچھ لکھ سکتے ہیں لیکن ذوالفقار صاحب دوسروں کی مدد کو لکھنے پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اپنی گہری باتوں اور خوبصورت اخلاق سے سامنے والے کا دل جیتنا

جانتے ہیں۔ آج ذوالفقار علی بخاری صاحب کا انٹرویو سرائے اردو آنلائن میگزین کے قارئین کی نذر کیا جارہاہے، امید ہے قارئین اس سے خوب محظوظ ہوں گے۔

آپ نے لکھنے کا آغاز کس سوچ سے کیا تھا؟

ذوالفقار علی بخاری: اپنی مثبت سوچ کو دوسروں کو منتقل کرنا اورزندگی آسان کرنا ہی لکھنے کا بنیادی مقصد ہے، تاہم وقت کے ساتھ ساتھ دیگر اہم مقاصد بھی اس میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں لیکن عملی طور پر کچھ نہیں کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ میں نے مشاہدے کو لفظوں کا روپ دیا ہے۔

لکھنے کے دوران کن چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا؟

ذوالفقار علی بخاری: میں حالات سے نہیں گھبراتا ہوں، مخالفت زیادہ سے زیادہ خود کو منوانے پر مائل کرتی ہے۔

آپ کے نزدیک ادب کی کیا اہمیت ہے؟

ذوالفقار علی بخاری: ادب کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے، چاہے وہ دوسروں کے احترام کے حوالے سے ہو یا پھر پڑھنے لکھنے کے حوالے سے ہو۔ ہم میں سے اکثر ادیبوں نے اپنی عمر ادب کے میدان میں زندگی گزار دی ہے لیکن عملی طور پر ا۔ د۔ ب سے بننے والے لفظ کی حرمت کو نہیں جانتے ہیں۔

آپ مختصر مگر پر اثر لکھتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

ذوالفقار علی بخاری: زندگی کی کڑوی سچائیوں کو مشاہدے پر جب پرکھا جائے تو وہ اثر پذیری دکھاتا ہے۔

آپ بین الاقوامی ویب سائٹس، اخبارات اور رسائل میں تسلسل سے لکھ رہے ہیں، آپ کو کیا چیز متحرک رکھتی ہے؟

ذوالفقار علی بخاری: آپ میں کچھ کرکے دکھانے کی لگن ہو تو پھر جنون آپ کے اندر خون کی مانند حرکت کرتا رہتا ہے اور یہی متحرک رکھتا ہے۔

آپ کے پسندیدہ ادیب کون ہیں؟

ذوالفقار علی بخاری: بہت سارے نام ہیں، کسی ایک کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں۔ بچوں کے لئے لکھنے والے کئی ادیب پسندیدہ ہیں۔

کیا کسی تحریر یا کتاب نے آپ کی زندگی کو کوئی نئی سمت دی؟

ذوالفقار علی بخاری: ”شاہراہ زندگی پر کامیابی کا سفر“، ”زاویہ“ اور ہمہ آفتاب بینم“ نامی کتب سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے اور اس کی بدولت جو کرنا چاہتا تھا اُسے کرنے کی مزید قوت ملی ہے۔ آپ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ اچھی کتب ہمیشہ قاری پر اپنا اثر ڈالتی ہیں یہ اور بات ہے کہ قاری ازخود اُس کے اثرات کو قبول کرنے کی بجائے محض تفریح حاصل کرے۔

آپ ادب کے فروغ کیلئے مضامین اور کہانیاں تحریر کرتے رہتے ہیں، ادب سے اس قدر دلچسپی کیسے پیدا ہوئی؟

ذوالفقار علی بخاری: پڑھنے کا شوق بچپن سے تھا، ہمدرد نونہال میں ایک بار تحریر کیا شائع ہوئی بس پھر یہ اتنا زیادہ ہوگیا کہ کھانا پینا بھی کتاب یا رسالے کے بنا نہیں ہوا کرتا تھا اب مطالعہ کم ہوگیا ہے لیکن کتب ملتی رہتی ہیں اور پڑھ کر شوق پورا کرلیتا ہوں۔

آپ بچوں کیلئے معیاری ادب کو کس قدر اہم سمجھتے ہیں؟

ذوالفقار علی بخاری: جس قدر آکسیجن اہم ہے اسی قدر بچوں کے لئے معیاری ادب ضروری ہے۔

آپ کامیابی کا ضامن کسے سمجھتے ہیں؟

ذوالفقار علی بخاری: محنت، لگن اور مثبت سوچ کو۔

نو آموز قلم کاروں کیلئے جلد بازی کس قدر نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے؟

ذوالفقار علی بخاری: بس سب یہی چاہتے ہیں کہ جو آج لکھا ہے وہ کل کہیں شائع ہو جائے اور پرسوں ایک ساکھ بن جائے۔ میری 2019 کی تحریر 2021 میں شائع ہو تو بھی ناگواری کا اظہار نہیں کرتا ہوں، بہت کم تحریروں کی اشاعت کا پوچھتا ہوں، جلد بازی ہمیشہ نقصان دیتی ہے۔ میں 2008 سے مسلسل لکھ رہا ہوں مگر اولین کتاب لانے کا نہیں سوچا لیکن یہاں سب جلد بازی دکھا کر صاحب کتاب بن رہے ہیں اور یہی پانچ سال بعد کہیں گے کہ کاش اتنی جلدی صاحب کتاب نہ بنتے، یہ جلد بازی آپ کی ادبی ساکھ کم کرتی ہے کاش کوئی یہ بات سمجھ سکے۔

ایک ادیب کیلئے باادب ہونا کس قدر ضروی ہے؟

ذوالفقار علی بخاری: بہت ضروری ہے، بے ادبی آپ کو لے ڈوبتی ہے۔ ہر ادیب کی، ہر سوچ کا احترام لازم ہے۔

کیا خود کو بدلنے سے دنیا بدلی جا سکتی ہے؟

ذوالفقار علی بخاری: بالکل۔۔۔ بدلی جا سکتی ہے۔ اپنی ذات پر بھروسہ کرنا ضروری ہے آپ دوسروں کے پروں کے سہارے کتنا اُڑ سکتے ہیں۔

آپ مثبت سوچ کو کس قدر ضروی سمجھتے ہیں؟

ذوالفقار علی بخاری: ہر ناکامی مثبت سوچ سے کامیابی میں بدلی جاسکتی ہے لیکن یہ محدود سوچ کے حامل افراد سمجھنا نہیں چاہتے ہیں یہ مثبت سوچ ہونا اہر انسان کے لئے اُس کی خوشگوار زندگی کے لئے ضروری ہے۔

کیا ادیب اور شاعر معاشرے میں انقلاب لاسکتے ہیں؟

ذوالفقار علی بخاری: لاسکتے ہیں، اگر وہ آپس میں لڑنے سے باز رہیں اور اختلاف کو بالا طاق رکھتے ہوئے انقلاب پر توجہ مرکوز رکھیں۔

نئے لکھنے والوں کو کیا نصیحت کریں گے؟

ذوالفقار علی بخاری: محنت کریں، لگن اور مثبت سوچ کے ساتھ آگے بڑھیں، اپنے پروں کے سہارے اُڑنے کا سوچیں۔

حوصلہ افزائی کامیابی کیلئے کتنی اہمیت کی حامل ہے؟

ذوالفقار علی بخاری: یہ حوصلہ افزائی کسی بھی ناکام کو دنیا کا امیر ترین شخص بنا سکتی ہے بس شرط یہ ہے کہ دوسروں کو حوصلہ اپنے مقاصد کے لئے کام کرنے کے لئے نہ دیا جائے۔

کیا ایک سینئر لکھاری کو نئے قلم کاروں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے؟

ذوالفقار علی بخاری: بالکل، اس کے ساتھ رہنمائی کرنا بھی ضروری ہے تاکہ کوئی سیدھی راہ سے بھٹک نہ سکے۔

بامقصد زندگی کی کیا اہمیت ہے؟

ذوالفقار علی بخاری: یہی سمجھ لیں کہ اگر بامقصد زندگی نہیں جیں گے تو پھر کوئی آپ کا نام لیوا نہیں رہے گا۔ اگر آپ زندگی میں مقاصد رکھیں گے تو بہت کچھ کریں گے اور یہی آپ کی نجات کا بھی

سبب بن سکتا ہے، کیوں کہ بامقصد زندگی ہمیشہ انسان کو بہت سے مسائل سے بچاتی ہے اور بھلائی کی جانب بھی مائل کرتی ہے۔

آپ کا مقصد حیات کیا ہے؟

ذوالفقار علی بخاری: دوسروں کے لئے بھلائی اور زندگیوں کو بہتری کی جانب مائل کرنے کے ساتھ ساتھ مثبت سوچ بیدار کرنا ہے۔

قارئین کیلئے کوئی پیغام؟

ذوالفقار علی بخاری: اگر کامیابی حاصل کرنی ہے تو ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے منزل تک پہنچیں، اکیلے کامیابی حاصل کر لی اور آپ کے دوست جو واقعی کامیاب ہو سکتے ہیں وہ پیچھے رہ گئے تو اس کی ذمہ داری آپ پر ہو گی اس لئے مل کر کامیابی کی جانب چلیں۔

☆☆☆☆☆

اپریل فول

ابن شبیر۔چنی گوٹھ

دیکھو اپریل فول ہے آیا
بچے، بڑے سب نے منایا
جھوٹ ہے لعنت رب نے فرمایا
قرآن نے سچ کا رستہ بتلایا
ہم تھے پاگل، ہم تھے بدھو
تبھی تو اپریل فول منایا
کیسا مزاق،؟کس کا مزاق؟
چھوٹے بڑے سب کو ستایا
کس کو پتا؟کس کو خبر؟
کتنا سچ تھا؟کتنا جھوٹ
ہمارے اک اک جھوٹ سے
جانے کتنے روٹھ گئے؟
کتنوں کے دل ٹوٹ گئے
رشتے کافی چھوٹ گئے

جن سے تھی چاہت ہم کو
وہ بھی ناتا توڑ گئے
ساری خوشیاں سارے بندھن
پل میں ہم سے چھوٹ گئے
اپنے پرائے، دوست، احباب
سارے ہم سے روٹھ گئے
ذرہ سی ہنسی خوشی کی خاطر
ہم نے تو اپریل فول منایا
اپریل فول ہیں کون مناتے؟
ہمارے بڑوں نے نا بتلایا
سچ کیا؟اور جھوٹ کیا؟
دین نے ہم کو سب سکھلایا
سچ کا پلہ پکڑ کے شبیر
اپنا دامن پاک بنایا۔

رمضان المبارک:تربیت کا مہینہ

ارسلان اللہ خان

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ

سورۃالبقرہ آیت(185)

پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

”جس نے ایمان کی بنائی پر اور حصولِ ثواب کے لئے (احتساب کے ساتھ) رمضان کے روزوں کو رکھا،اس کے پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیئے“۔(بخاری و مسلم)

قرآن و حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ بڑا بابرکت اور عظمت والا ہے۔اس مہینے کی سب سے خاص عبادت روزہ ہے۔جو ایک مومن کو صبر،ایثار اور ضبطِ نفس کی تربیت دیتا ہے اور جب انسان رمضان المبارک میں اس تربیتی مرحلے کو اللہ اور اس کے رسول ? کی ہدایات کے مطابق احسن طریقے سے مکمل کرلیتا ہے تو اس کے بدلے اللہ پاک نہ صرف اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتے ہیں بلکہ اسے ”تقویٰ“ کی لازوال دولت عطا فرماتے ہیں۔

آپ کسی معیاری ہوٹل میں جائیں، وہاں کا عملہ آپ سے اس خوش اسلوبی سے پیش آئے گا کہ آپ کا دل خوش ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ان سے بد تمیزی سے بھی پیش آئے تب بھی وہ جواب دینا تو کجا از خود معذرت کر لیتے ہیں۔ اگر آپ ان سے استفسار کریں کہ آپ اتنا کچھ برداشت کیسے کر لیتے ہیں؟ تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ:

"ہمیں اس طرزِ عمل کی تربیت دی جاتی ہے"۔ پتہ چلا کہ تربیت حاصل کرنے کے بعد اس کا انسانی شخصیت پر اظہار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اگر کوئی شخص متعلقہ شعبے میں تربیت حاصل کرتا ہے اور اس کے بعد بھی اس تربیت کا عنصر اس کی شخصیت یا کام میں نظر نہ آئے تو اس کا مطلب اس نے صحیح طرز پر ٹریننگ نہیں کی۔ اللہ کا امّتِ رسول؟ پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس امّت کی تربیت کے لئے اس نے پورا ایک مہینہ مسلمانوں کو عطا فرمایا ہے جس میں روزہ، تراویح، اعتکاف اور طاق راتوں کے ذریعے ایک مسلمان کو رجوع الی اللہ اور حسنِ اخلاق کی بہترین تربیت دی جاتی ہے۔ اسلام ایک بامقصد دین ہے، چنانچہ اس تربیت کا بھی ایک مقصد ہے۔ اگر وہ مقصد فراموش کر دیا جائے تو ایک مومن رمضان المبارک میں کثیر عبادت وریاضت کے باوجود وہ نتائج حاصل نہیں کر سکتا جو اسلام کو مطلوب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے کے اختتام کے ساتھ ہی چاند رات سے سارا ماحول یکسر بدل جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی معلوم دیتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں رمضان المبارک

بھی محض ایک مذہبی تہوار کی صورت اختیار کر گیا ہے۔اس کا بنیادی مقصد یعنی تقویٰ کا حصول کسی کے ذہن میں نہیں۔بقول علامہ اقبال:

حقیقت خرافات میں کھو گئی

یہ امت روایات میں کھو گئی

)ساقی نامہ،بالِ جبرئیل(

آج ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہو گا کہ ہر سال رمضان آتا ہے اور اسی طرح گزر جاتا ہے،اگرچہ وقتی طور پر عمل کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے لیکن جو شے اسلام کو انسان سے مطلوب ہے یعنی "تقویٰ" وہ ہمارے اندر کیوں پیدا نہیں ہو پاتا۔افسوس تو یہ ہے کہ دورانِ رمضان بھی اکڑ لڑائی جھگڑے، دفتروں میں روزے کے بہانے کام نہ کرنا،ٹریفک کے دوران لوگوں سے الجھنا،افطار کے قریب برداشت سے باہر ہو جانا،شیطان کے قید میں ہونے کے باوجود شیطانی اعمال اختیار کرنا،یہ سب اللہ کی ناراضگی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ کو ہمارے روزوں کی کوئی ضرورت نہیں۔وہ تو صمد ہے،بے نیاز ہے۔روزے رکھ کر ہم کسی پر احسان نہیں کر رہے۔اگر روزہ رکھ کر بھی انسان

دوسروں کے لئے پریشانی کا باعث بنا رہے تو اس سے رمضان اور روزے دونوں کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ دورانِ رمضان دھوکہ، غیبت، چوری، مکّاری، گالم گلوچ، منافقت، پڑوسیوں کو تنگ کرنا جیسے واقعات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے روزوں کو ایثار،

قربانی، برداشت، تحمل، بردباری، ہمدردی اور لوگوں پر احسان کرنے کے جذبات سے گزارنے کی سخت ضرورت ہے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے روزے اللہ کی بارگاہ میں محض فاقوں سے زیادہ کسی اہمیت کے حامل نہ ہوں۔

جیسا کہ پیارے آقا؟ نے فرمایا ہے کہ:

”جو شخص (روزہ رکھ کر بھی) جھوٹ بولنا اور دغابازی کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو یہ ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پانی چھوڑ دے۔ فتح الباری میں اس حدیث کی وضاحت میں ہے کہ روزہ کا مقصد ہے کہ انسان پرہیز گار بن جائے اگر یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو روزہ نہیں بلکہ فاقہ ہے“۔

حضرت شیخ سعدی؟ فرماتے ہیں کہ:

ندارند تن پروراں آگہی

کہ پر معدہ باشدز حکمت تہی

ترجمہ:

”جو لوگ پیٹ بھر کر کھاتے ہیں وہ آگہی سے محروم رہتے ہیں اس لیے کہ بھرا ہوا معدہ حکمت سے خالی ہوتا ہے“۔

اس ایک ماہ کی ٹریننگ کے بعد سب سے پہلے عید کے دن فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ چاند رات سے ہی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے لوگ معاذاللہ رمضان المبارک کے گزرنے کا بیتابی سے انتظار کر رہے ہوں۔ روزہ سال بھر میں ایک مہینے کا غیر معمولی نظامِ تربیت (Special Training Cource) ہے جو آدمی کو مسلسل اپنے مضبوط ڈسپلن کے شکنجے میں کسے رکھتا ہے تاکہ روزانہ کے معمول کے مطابق انسان کی تربیت کی جا سکے۔ روزے کے اثرات احساسِ بندگی، اطاعتِ امر، تعمیر سیرت، ضبطِ نفس کی صورت میں انسان پر ظاہر ہوتے ہیں جن کا منطقی نتیجہ "تقویٰ اور پرہیز گاری" کی صورت میں نکلتا ہے۔ یعنی ایک مسلمان ساری زندگی اسی احساس میں گزارے کہ کہیں اس کے فرائض وواجبات ترک تو نہیں ہو رہے، کہیں اس کی ذات سے کسی مخلوق کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچ رہی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حسین امتزاج سے اسلامی تعلیمات مکمل ہوتی ہیں۔ ان دونوں پہلوؤں میں سے کسی ایک سے بھی پہلو تہی ایک مومن کے لئے دنیا اور آخرت میں رسوائی کا سبب بن سکتی ہے۔ رمضان المبارک احتساب کا مہینہ ہے۔ ہم سب کو چاہیے کہ اس مہینے اپنا احتساب کریں اور اپنی اصلاح کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی کو اپنی زندگی کا شعار بنالیں۔

****

اچھی تربیت

احمد منہاج۔ کراچی

تعلیم کے ساتھ ساتھ اچھی تربیت کسی بھی ماحول یا معاشرے کی ترقی کے اہم پہلو کو اجاگر کرتی ہے۔ کچھ سال پہلے کی بات ہے کہ ایک روز شام کے وقت میں اپنی گلی کے بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق میں مصروف تھا کہ اچانک عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تو میں بچوں سے نماز کا بول کر جانے لگا تو ایک سات سال کے بچے نے مجھے ٹوکا کہ آپ نے چست لباس (پینٹ شرٹ) پہن رکھی ہے، تو پہلے تو میں نے غور کیا اور پھر اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اس کو یقین دلانا چاہا اور کہا کہ شلوار قمیض میں نماز فرض تو نہیں ہے

تو اس بچے نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔

"واجب تو ہے۔"

میں اس بچے کی بات سن کر اس کی تربیت اور دینی آگہی کے خیال سے خوش بھی ہوا اور حیران بھی، کیونکہ فرض اور واجب کا فرق تو عام طور پر یہاں بڑوں کو بھی معلوم نہیں ہوتا، ہاں اگر معلوم ہوتا ہے تو فقط اتنا کہ:

"میٹھا کھانا سنت ہے"

"نماز فرض ہے"

"قربانی واجب ہے"

آگہی چاہے دینی ہو یا دنیاوی ایک زمانہ تھا کہ کتاب ہی حصول علم کا بہترین ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔

آجکل کے جدید دور نے ہمارے معاشرے کو جہاں انتہائی ترقی یافتہ بنایا ہوا ہے وہیں کتاب کی جگہ الیکٹرونک ڈیوائس نے لے لی ہے، آج ہم اپنے بچوں کے معصومانہ ذہن کو موبائل سے کم عمری میں ہی پختہ کر رہے ہیں۔

ایک گھر ہی ہر بچے کے لیے پہلی درس گاہ سمجھا جاتا ہے جہاں ہر بچہ اپنی ابتدائی عمر میں اپنے والدین سے ہی ہر اچھی بری بات سیکھتا اور پھر اس پر عمل کرنا شروع کر دیتا ہے۔

عام طور پر ہم لوگ اپنے بچوں کو مہنگے اسکول میں داخل کروا کر سمجھتے ہیں کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی ذمے داری بھی اساتذہ نے ادا کرنی ہے۔ہمارے اس بے حس معاشرے میں جہاں دنیاوی کتاب پڑھنے والے کو پڑھا کو وہیں دینی کتاب پڑھنے والے کو حرف عام میں ملا کہا جاتا ہے۔

"بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی"

اصل تربیت کی ضرورت تو ہم والدین کو ہے، اگر ہم اپنے اخلاق اور گھر کے ماحول کو صحیح رکھیں، بچوں کے ساتھ کھیل کود میں خود کو شامل کریں، ان کی ذہنی نشو نما کتاب سے کریں، ان کا اعتماد بحال کرنے کے لیے ان کو اپنے ساتھ ہر خوشی میں شامل کریں تو ہر بچہ تربیت کی معراج کو پہنچ سکتا ہے۔

ہم معاشرے کو ایک اچھا استاد، ایک اچھا طبیب اور ایک اچھا عالم دے سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

وہ رب باطن دیکھتا ہے

ثمرین مسکین۔اٹک

اس بات پہ یقین رکھیں کہ اللہ رب العزت نے کوئی چیز بیکار نہیں بنائی۔خود کو دوسروں کی آنکھوں سے دیکھنا چھوڑیں،اس بات کو لے کر آگے بڑھنا نہ چھوڑیں کہ فلاں نے ایسا کہا تو یہ سچ ہے،یہ میرے لیے ٹھیک نہیں ہے،بلکہ اس بات پر یقین رکھتے ہوئے آگے بڑھیں کہ اللہ نے آپکو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے۔بھلا اس رب سے سچا اور کون ہو سکتا ہے جس نے انسان کو تخلیق کیا اور سورۃ والتین میں چار قسمیں کھانے کے بعد فرمایا کہ:" ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے"۔ تو پھر لوگوں کی باتوں میں آکر آپ اللہ سے ناراض کیوں ہوتے ہیں؟ شکوہ کیوں کرتے ہیں؟زندگی ختم ہونے کا انتظار کرنے لگ جاتے ہیں۔کیا آپ نے کبھی سوچا کہ آپ کے کیلئے مسکراہٹ کا باعث ہو سکتے ہیں،ہو سکتا ہے کوئی آپ جیسا بننے کی خواہش کرتا ہو،یہ بھی ہو سکتا ہے کسی کو آپ سے بات کرنا پسند ہو،ہو سکتا ہے کوئی آپ کا ساتھ پاکر زندگی کی طرف لوٹا ہو،ہو سکتا ہے کسی کو آپکی مسکراہٹ پسند ہو،ہو سکتا ہے کچھ لوگوں کیلئے آپکی ظاہری شخصیت اہم ہو لیکن شاید کسی کو آپ کی سیرت پسند ہو۔آج سے منفی خیالات کو جھٹک کے مثبت کی طرف لوٹیں اور اپنی زندگی اللہ کی رضا میں راضی رہ کر گزاریں دیکھنے والے تو صرف ظاہر دیکھتے ہیں لیکن وہ اللہ آپ کا باطن دیکھتا ہے۔ہو سکتا ہے وہ آپ کو اپنے خاص بندوں میں چن لے آپ کے صبر کی بدولت۔زندگی میں مایوس اور ناامید ہوئے بغیر آگے بڑھیں۔

تدبیر

صدف جاوید۔کراچی

"باباجانی!افطار کا وقت ہو گیا ہے؟"ہادیہ نے کہا۔
پھر خود ہی باپ کی وہیل چیئر دھکیلتی انہیں میز کی جانب لے آئی۔ چھوٹی سی میز پر ایک پلیٹ میں چند پکوڑے،روٹی کے ساتھ لوکی کی سبزی اور پانی کا جگ قرینے سے رکھے ہوئے تھے۔
جن پر نظر پڑتے ہی طاحہ حسن کے حلق میں کڑواہٹ گھل گئی۔ایسی افطاری کا کبھی اس نے تصور بھی نہ کیا تھا۔
وہ اچھا کھانے اور کھلانے کا شوقین تھا،اس کا یہ شوق ماہ رمضان المبارک میں سر چڑھ کر بولتا تھا۔ماہ مبارک کی برکت سے حلال رزق کے نت نئے ذائقوں کا سرور اور دوبالا ہو جاتا تھا۔خدا کے عطا کردہ کشادہ رزق کو وہ وسیع القلبی سے خرچ کرتا تھا۔اسی وجہ سے اپنے پرائے سب اس کا دم بھرتے تھے۔
اسے گمان بھی نہ تھا کہ اس ایک سال میں اس کی زندگی یکسر بدل ہی جائے گی۔
ایک حادثے نے شریک حیات کو جدا کیا اور اسے وہیل چیئر کا قیدی بنادیا۔اس کی معذوری کا فائدہ اٹھا کر اسے اپنے گھر اور کاروبار سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔جب اپنوں نے ہی وفا نہ کی تو غیروں سے گلہ کیا کرنا؟
"چلو!لائبہ،نائمہ دعا مانگو۔"
"اللہ تعالیٰ افطار کے وقت مانگی جانے والی دعاؤں کو رد نہیں کرتے۔"
ہادیہ نے سر پر دوپٹہ جماتے ہوئے،چھوٹی بہنوں کو نصیحت کی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔

"اے اللہ! ہمارے بابا جانی کو صحت مند زندگی عطا فرما، ہمیں ان کے سوا اور کچھ نہیں چاہیے۔"

"اے خدا! ہماری خوشیوں میں اضافہ فرما۔"

ہادیہ آنکھیں بند کیے، جذب کے عالم میں رب سے باپ کی صحت یابی کے لیے دعا کر رہی تھی۔ اس کی چھوٹی بہنیں ہر دعا پر آمین کی صدا بلند کرتیں۔

"یا الہٰی! تو نے مجھے کس آزمائش میں ڈال دیا۔ مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ اپنے رب سے شکوہ کناں تھا کہ بیٹی کی آواز نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔

وہ اپنی تکلیف میں بھول گیا کہ عروج سے زوال کے سفر میں اس کی بچیاں پل پل اس کے ہم قدم ہیں۔ جب اسے یہ سفر گراں گزر رہا ہے تو انہیں کس عذاب سے گزرنا پڑ رہا ہو گا؟ لیکن کبھی باپ سے اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔

"خدایا! تیرا شکر ہے، تو نے مجھے نیک اور صابر اولاد سے نوازا۔"

اس نے برستی نگاہوں سے پیار بھری نظر بچیوں پر ڈالی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا اوپر اٹھائے۔ وہ یہ جان گیا کہ دعا ہی ایسی تدبیر ہے جو قسمت کے بند دروازے کھول سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

غریبوں کا رمضان

عمر فاروق عارفی

"چوہدری صاحب۔۔۔!!!!!!بشیر کئی دن سے مزدوری پہ نہیں جاسکا، حالات کا تو آپکو پتہ ہے، گھر میں کھانے کیلئے کچھ نہیں۔ کچھ مہربانی کریں، کچھ امداد کر دیں"

نصرت بی بی نے بھری ہوئی آنکھوں کے ساتھ چوہدری گل شیر کے ڈیرے پہ اپنے گھریلو حالات کے بارے بتاتے ہوئے سوال کیا۔

چوہدری گل شیر گاوئں کا چوہدری اس وقت اپنی محل نما حویلی کے صحن کے باغیچے میں چارپائی پہ گاؤ تکیہ لگائے بڑے فخریہ انداز میں یار دوستوں کے ساتھ بیٹھا گپ شپ میں مصروف تھا، چوہدری گل شیر علاقہ بھر میں سیاسی طور پہ ایک تگڑا زمیندار تھا۔

چوہدری صاحب کا اکلوتا بیٹا مظفر وارثی آسٹریلیا میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ چوہدری صاحب کا بیٹا آجکل چھٹی پہ وطن آیا ہوا تھا کہ کورونا وائرس لاک ڈاؤن کے پیش نظر اسے مزید یہیں رکنا پڑا تھا، چوہدری صاحب کے ڈیرے پہ ہمیشہ یار دوستوں کی محفل لگی رہتی تھی۔۔ اس وقت بھی کچھ بڑے زمیندار چوہدری صاحب سے گپ لگانے اور وقت پاس کرنے حویلی میں بنے ڈیرے پہ بیٹھے کورونا وائرس اور گندم کی فصل کے بارے میں تبصرہ کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں نصرت بی بی نے آکر اپنا دکھڑا اسنانا شروع کر دیا۔

"اوہ بی بی۔۔۔ ابھی جاؤ۔ میر اروزہ ہے فی الحال میں مصروف ہوں، ویسے بھی ہم زکوۃ، فطرانہ جب نکالیں گے تو تجھے بھی یادرکھیے گے۔"

چوہدری گل شیر نے ناگوار سے لہجے میں جواب دیا۔

"چوہدری صاحب میں مجبور ہوں۔ گھر میں کچھ نہیں کھانے کیلئے۔"

"اوہ اچھا بی بی دو دن بعد آجانا۔ اب جاؤ ہمیں بات کرنے دو"

چوہدری گل شیر نے نصرت بی بی کی بات ٹوکتے ہوئے کہا۔

نصرت بی بی آنسو پونچھتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

نصرت بی بی کا خاوند بشیر ایک مزدور تھا، کئی دن سے مزدوری نہ ملنے کی وجہ سے گھر میں سب جمع پونجی خرچ ہو چکی تھی اور اب بات فاقوں تک پہنچ چکی تھی۔ گھر میں موجود چاروں بچوں کو بھی سحری اور افطاری کے وقت ہی تھوڑا بہت کھانا ملتا تھا۔ اسی پہ صبر شکر کی تلقین کی جاتی تھی۔

دو دن بعد ایک بار پھر نصرت چوہدری کے گیٹ کے سامنے کھڑی تھی۔ نصرت بی بی حویلی میں داخل ہوئی اور نیچے گھاس پہ جا کر بیٹھ گئی۔ ڈیرے پہ چارپائیاں بچھی رہتی، مہمانوں کیلئے چائے بسکٹ کا انتظام موجود رہتا تھا۔

چوہدری صاحب ابھی تک گھر میں سوئے ہوئے تھے، چار پانچ مہمان حویلی میں لگی کرسیوں اور چارپائیوں پہ بیٹھے حقہ پی رہے تھے، وضع قطع سے وہ بھی کوئی بڑے گھرانے سے تعلق رکھتے معلوم ہو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد ہی چوہدری صاحب آ گئے۔

مہمانوں سے ملاقات کر کے چوہدری گل شیر ابھی چارپائی پہ بیٹھا ہی تھا کہ اسکی نظر نصرت بی بی پہ پڑی۔

"مائی۔!تم پھر آگئی ہو؟میں نے دو دن پہلے بھی کہا تھا کہ جب زکوۃ، فطرانہ کے پیسے نکالے گے تو تم آجانا تیری امداد ہو جائیگی۔ابھی گندم کی فصل تیار ہے اسکی کٹائی بارے مصروفیت ہوتی ہے،ایک تو آپ غریب مانگنے والے لوگوں کے پیٹ نہیں بھرتے،جب ایک بار کہہ دیا کہ آجانا امداد کر دیں گے، گاوں میں اعلان کروادینگے۔آجانا تم بھی۔"

لیکن آپ لوگ تو سمجھتے کہ چوہدری جیسے سارا تم لوگوں کے لیے کماتا ہے،اب چلی جاؤ۔کیا منہ دیکھ رہی ہو میرا؟اوپر سے روزہ رکھا ہوتا ہم نے اور تم لوگ آئے روز روزہ خراب کرنے آجاتے"

اس سے پہلے کہ نصرت بی بی منہ سے کوئی جملہ بولتی چوہدری صاحب نے مہمانوں کے سامنے اسکی اچھی خاصی بے عزتی کر کے رخصت کروادیا،ساتھ ملازم کو کہہ دیا کہ جب تک راشن وغیرہ تقسیم نہ ہو،اس وقت تک اس عورت کو حویلی میں نہیں آنے دینا۔

نصرت بی بی اپنے رب سے فریاد کرتے واپس چلی گئی،اور چوہدری صاحب مہمانوں کیساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔

کچھ ہی دیر بعد ملازم بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"چوہدری صاحب نقصان ہو گیا،چوہدری صاحب نقصان ہو گیا۔کئی ایکڑ گندم مکمل طور پہ جل کر راکھ ہو گئی ہے"

ملازم سے خبر سنتے ہی چوہدری تو جیسے حالت مدہوشی میں چلا گیا ہو۔

چوہدری کی کئی ایکڑ زمین میں اچانک سے آگ بھڑک اٹھنے سے کئی سو من گندم کی فصل کھڑی راکھ کا ڈھیر ہو چکی تھی، کئی دن چوہدری صاحب اس صدمے میں رہے اور آخر ان کی حالت سنبھلنے لگی۔لاکھوں کا نقصان ہو چکا تھا۔

حقیقت یہی ہے کہ ہمارے معاشرے میں ارد گرد ایسا ہی ہو رہا ہے، ہم میں ہر کوئی اپنی اپنی حیثیت میں چوہدری گل شیر ہے جبکہ ہمارے آس پاس رہنے والے بہت سے کردار نصرت بی بی اور بشیر کے گھر جیسے ہیں، بہت سے امیروں کے چولہے بھی غریب غرباء کی برکت سے ہی جل رہے ہوتے ہیں ان کے گھر میں رزق کی فراوانی غرباء و مساکین کے وجود سے ہوتی ہے اور رمضان تو اللہ کا ایک خاص انعام ہے جو ہمیں احساس سیکھاتا ہے، جو ہمیں لوگوں سے ہمدردی سیکھاتا ہے لیکن ہم چوہدری گل شیر کی طرح سمجھتے کہ ہم نے روزہ رکھ لیا تو اب ہمیں کوئی کچھ نہ کہے، اللہ کے بندو روازے کی اصل روح تو یہی ہے کہ ہمارے اندر احساس پیدا ہو جائے۔ صبر شکر پیدا ہو جائے۔جو رزق اللہ ہمیں دے رہا اس سے ایک بڑا حصہ غربائ، مساکین کیلئے مختص کر دیں اور آج کے حالات تو سب کو پتہ ہے کہ اس وقت کئی لوگوں کے کاروبار ٹھپ ہیں، مزدور طبقہ سب سے زیادہ اس سے متاثر ہے، ہم لوگ خود سے اس بات کو محسوس کریں، اصل رمضان کی روح تو یہی ہے، ایسا نہ ہو کہ ہم چوہدری صاحب کی طرح.یہی گردان دوہراتے رہیں کہ ہم تو رمضان کے آخری دنوں میں زکوۃ، فطرانہ نکالیں گے تو پھر ہی غریبوں کو تقسیم کریں گے، ہر انسان کی عزت نفس ہے، لوگوں کو غربت کی وجہ سے مجبور نہ کریں کہ وہ ہمارے در پہ ٹھوکریں کھانے اور لوگوں کے سامنے بے عزتی کرواتے ہوئے چند روپے امداد کے حصول کیلئے یوں ذلیل ہوتے رہیں۔

یادرکھیں! ہمارے رب کو نہ تو ہمارے روزوں کی ضرورت ہے نہ ہی ہماری نمازوں کی، ایسی نماز، روزے تو ہمارے منہ پہ مار دیئے جائینگے۔ اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک فرمان مبارک کا مفہوم کافی ہے کہ: "بہت سے لوگ ایسے ہوتے جو سارادن بھوکے پیاسے تو رہتے لیکن انہیں سوائے بھوک پیاس کے کچھ بھی نہیں ملتا "

اس لیے کوشش کریں ہر ایک کی عزت نفس کا خیال. رکھیں اور ہر ضرورت مند کو اسکی ضرورت کے وقت روپیہ، پیسہ، یاراشن دیں۔ زکوٰۃ فطرانہ اس انداز سے منادی کرواکے نہ بانٹیں کہ ہمارے چند پیسوں کی وجہ سے کوئی کسی کی نظر میں گر جائے۔

اللہ ہمیں سمجھ اور عمل کی توفیق عطا کریں، آمین۔

☆☆☆☆☆

ماہ رمضان

بے زبانوں کو جب وہ زبان دیتا ہے
پڑھنے کو پھر وہ قرآن دیتا ہے
بخشش پہ آتا ہے جب امت کے گناہوں کو
تحفے میں گناہ گاروں کو رمضان دیتا ہے
چشم بار ہو کہ مہمان آگیا
دامن میں الہی تحفہ ذیشان آگیا
بخشش بھی، مغفرت بھی، جہنم سے بھی نجات
دست طلب بڑھاؤ کہ رمضان آگیا

☆☆☆☆☆

گناہوں کی عادت چھڑا دے یاالٰہی
ہمیں نیک انسان بنادے یاالٰہی
جو تجھ کو جو تیرے محبوب کو پسند ہو
ہمیں ایسا انسان بنادے یاالٰہی

☆☆☆☆☆

اہلِ ایماں کے لئے ہے یہ مسرت کا پیام
آگیا سرچشمہ فضلِ خدا ماہِ صیام
روح پرور ہے یہ تسبیح و تلاوت کا سماں
کر رہے ہیں سب بقدرِ ظرف اس کا اہتمام
مسجدیں فضلِ خدا سے مطلعِ انوار ہیں
پی رہے ہیں اہلِ ایماں بادہ وحدت کا جام
بارگاہِ رب العزت میں سبھی ہیں سجدہ ریز
دید کے قابل ہے یہ قانونِ قدرت کا نظام
طالبِ فضلِ خدا ہیں بچے بوڑھے اور جوان
بھوکے پیاسے ہیں مگر پھر بھی نہیں ہیں تشنہ کام
ماہِ رمضاں میں یہ افطار و سحر کا انتظار
ہے نشاطِ روح کا ساماں برائے خاص و عام
پیش خیمہ عید کا ہے ماہِ رمضاں اس لئے
ہو مبارک سب کو برقی اِس کا حُسنِ اختتام

☆☆☆☆☆

عبادتوں کے اس دور میں

آؤ مانگیں سب کے لیے مغفرت

مانگتے ہیں ہم کچھ نہ کچھ اپنے لیے

چلو آج دوسروں کے لیے مانگیں

رمضان کی آمد کی خوشی ہے بہت

ساتھ ہی اس کے رخصت ہو جانے کا غم

خدا کرے وقت تھم جائے اس وقت

جب برس رہی ہو خدا کی رحمت ہم پر

رمضان کے رخصت ہونے سے پہلے

درِ توبہ بند ہونے سے پہلے

اس مبارک مہینے کی ہر فضیلت حاصل کر لیں

جو ہم گزشتہ سالوں میں حاصل نہ کر سکے

☆☆☆☆☆